اسلام، عورت اور

پردہ

محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی

حسن کو احتیاط لازم ہے
ہر نظر پارسا نہیں ہوتی

ادارہ ماہنامہ سنی دنیا ۸۲، سوداگران، رضا نگر
درگاہ اعلیٰ حضرت، بریلی شریف
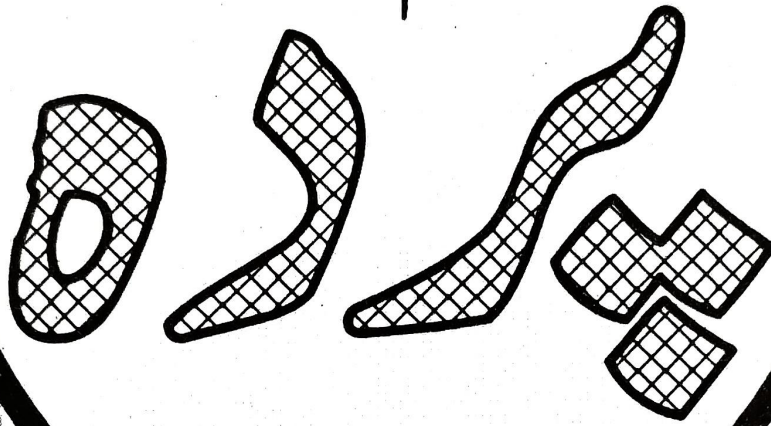
اسلام، عورت اور
پردہ
مصنف
خلیفۂ حضور تاج الشریعہ حضرت مفتی محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی
ایڈیٹر ماہنامہ سنی دنیا و مفتی مرکزی دار الافتا، درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف
ناشر
ادارہ ماہنامہ سنی دنیا، ۸۲ ر سوداگران، درگاہ اعلیٰ حضرت، بریلی شریف

حسب حکم	:	مکرمہ امّی حضور صاحبہ مدظلہا علینا (اہلیہ محترمہ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ)
نام کتاب	:	**اسلام،عورت اور پردہ**
نام مصنف	:	مفتی محمد عبدالرحیم نشتر فاروقی، ایڈیٹر ماہنامہ سنی دنیا بریلی شریف
پروف ریڈنگ	:	مفتی محمد عاصم رضا قادری، استاذ جامعۃ الرضا بریلی شریف
		مولانا عبدالقادر رضا، مرکزی دارالافتا، بریلی شریف
کمپوزنگ	:	ماسٹر عتیق احمد حشمتی، آئی ٹی ہیڈ جامعۃ الرضا بریلی شریف
ضخامت	:	۵۶ رصفحات
زبان	:	اردو/ ہندی
سن اشاعت	:	۱۴۴۴ھ/ ۲۰۲۲ء، بموقع عرس رضوی
قیمت	:	دعا بحق ناشر

ناشر

ادارہ ماہنامہ سنی دنیا

۸۲ رسوداگران، بریلی شریف

فہرست مضامین

تقریظ جمیل

جانشین حضور تاج الشریعہ قائد ملت حضرت علامہ مفتی محمد عسجد رضا خاں قادری نوری بریلوی

پردہ ایمان اور اسلام کا ایک اہم حصہ ہے، چنانچہ حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ ”بے شک حیا اور ایمان آپس میں ملے ہوئے ہیں، جب ایک اٹھ جاتا ہے تو دوسرا بھی اٹھا لیا جاتا ہے“ اسی لئے اسلام نے شرم و حیا اور پردہ کو ہر مسلمان مرد و عورت پر لازم قرار دیا ہے، کیوں کہ اگر مرد شرم و حیا سے عاری ہو جائے تو صرف معاشرہ بگڑتا ہے اور اگر عورت شرم و حیا کو بالائے طاق رکھ دے تو پوری نسلیں تباہ و برباد ہو جاتی ہیں، آج عام لوگوں کو اسلام سے متنفر کرنے کے لئے اسلامی تعلیمات و احکامات کی غلط تصویر پیش کی جاتی ہے، ایسے میں ہم مسلمانوں کا فرض منصبی بنتا ہے کہ ہم اپنے کردار و عمل سے اسلام کی صحیح تصویر دنیا کے سامنے پیش کریں۔

زیر نظر کتاب ”اسلام، عورت اور پردہ“ حجاب اور اس کے مقتضیات پر مشتمل ایک مختصر مگر جامع تحریر ہے، جو موجودہ حالات کے تناظر میں ایک نتیجہ خیز کوشش ہے، جسے عزیز گرامی مفتی عبدالرحیم نشتر فاروقی ایڈیٹر ماہنامہ سنی دنیا و مفتی مرکزی دارالافتا بریلی شریف نے سپرد قرطاس کیا ہے۔

موصوف والد مکرم حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ و الرضوان کے ارشد تلامذہ و خلفا میں سے ہیں اور ایک زمانے سے ہمارے یہاں دینی اور علمی خدمات بحسن و خوبی انجام دے رہے ہیں، اس سے پیشتر ”کلوننگ اور اسلام، اسلام، قربانی اور گوشت خوری“ اور ”مقالات یادگار رضا“، جیسی کئی کتابیں ارباب علم و دانش سے خراج تحسین حاصل کر چکی ہیں، اللہ رب العزت اس کتاب کو بھی مقبول خاص و عام بنائے، آمین۔

فقیر محمد عسجد رضا قادری غفرلہ

(سجادہ نشین خانقاہ تاج الشریعہ، بریلی شریف)

شرفِ انتساب

امت مسلمہ کی ان پاکباز نفوس قدسیہ کے نام! جنھیں رب کائنات نے

امہات المومنین

کے عز و شرف سے سرفراز فرمایا اور سیدۂ کائنات حضرت

خاتون جنت

کے نام! جنھوں نے بعد وصال بھی اپنے جنازے پر کسی

غیر محرم کی نظر پڑنا گوارا نہ کیا، نیز اپنی مادر طریقت

امّی حضور صاحبہ

کے نام! جنھوں نے مسلم خواتین میں بڑھتی ہوئی

بے حیائی سے متفکر ہو کر راقم کو یہ کتاب لکھنے کا حکم دیا

گر قبول افتد زہے عز و شرف

احقر العباد محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی

عورت کی حقیقت

ہمارے یہاں لفظ ''عورت'' مرد کی تانیث یا مادہ کے طور پر استعمال ہوتا ہے، جبکہ عربی زبان میں ''چھپانے'' کی چیز کو ''عورت'' کہتے ہیں، دراصل خالق کائنات جل شانہ نے عورت کی تخلیق ہی اس نوعیت کی فرمائی ہے جو اس سے خود کو چھپانے کا تقاضہ کرتی ہے، حجاب کی یہی فطری جبلت اسے شرم وحیا پر مجبور کرتی ہے جس کے سبب وہ شعوری اور لاشعوری طور پر بھی اپنے جسم کو چھپانے کی سعی کرتی نظر آتی ہے، شرم وحیا کی یہ فطرت عورت کے لئے ''عورت'' رہنے میں بڑی معاون ثابت ہوتی ہے۔

عورت ہمارے معاشرے میں بیوی، بہن اور ماں جیسے کئی تقدس مآب رشتوں کی حامل ہے اور ہر رشتہ میں یہ لائق تعظیم وتکریم ہے، لیکن تاریخ بتاتی ہے کہ یہ عورت اسلام سے قبل ساری دنیا میں مظلومی اور محکومی کا شکار رہی ہے، وہ اذیت اور ذلت کا بوجھ اٹھائے تاریکیوں میں بھٹکتی رہی ہے، کہیں صرف عورت ہونے کے سبب اسے زندہ دفن کر دیا گیا تو کہیں شوہر کی موت پر اسے بھی شوہر کے ساتھ زندہ جلا دیا گیا، کبھی معمولی چیز کی طرح بازاروں میں بیچا اور خریدا گیا، کبھی اسے شیطان کی ایجنٹ اور فتنہ وفساد کا مجسمہ کہا گیا، تو کبھی اسے معصیت اور بدی کی جڑ قرار دیا گیا، کہیں اسے ناپاک، مکروہ اور منحوس کہا گیا، تو کہیں اسے تین قسم کی شرابوں میں سب سے زیادہ نشیلی اور سات مہلک زہر میں سب سے زیادہ زہریلی قرار دیا گیا، غرض کہ بحیثیت انسان اسے اس کے ہر جائز مقام اور واجب حقوق سے ہمیشہ محروم رکھا گیا۔

جبکہ عورت ایک نازک شیشہ اور قیمتی آبگینہ ہے، اسے بڑی توجہ اور محبت و مروّت کی ضرورت ہے، چنانچہ اسلام نے اس کی عزت وعظمت اور مقام و مرتبہ کی حفاظت کا خصوصی اہتمام کیا ہے، اسلام نے عورتوں کو وہ حقوق دیئے جن کا تصور بھی اس دورِ جاہلیت میں نہ تھا، اسلام نے عورتوں کی مختلف حیثیات متعین کیں اور ان کی ادائیگی کو اپنے تمام ماننے والوں پر لازمی قرار دیا۔

ماں کی حیثیت سے اسلام نے جنت کو اس کے قدموں میں رکھ دیا اور اولاد کو تاکید کی کہ ماں باپ کے سامنے اف تک نہ کہا جائے، بیوی کو باعث سکون و راحت قرار دیا اور شوہر پر یہ لازم کیا کہ وہ اپنی بیوی کے ہر ممکن آرام و آسائش کا خیال رکھے، اس کی ضرورت کی تمام اشیا گھر کے اندر مہیا کرے، بہنوں کو غیرت وحمیت کا نشان بنا کر بھائیوں کو پابند کیا کہ وہ اس پاکیزہ رشتہ کے تمام مقتضیات پورے کریں۔

لباس اور اس کا مقصد

انسان اور حیوان میں جو سب سے واضح فرق ہے، وہ ہے لباس کا! لباس عرف عام میں اس پہناوے کو کہتے ہیں جو انسانی جسم ڈھانپنے اور اسے موسمی اثرات سے محفوظ رکھنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے، لباس انسان کی فطری ضرورت اور بقدر ستر پوشی فرض ہے، جس کا مقصد ستر پوشی کے ساتھ ساتھ زیب و زینت بھی ہے، اس لئے لباس ایسا ضرور ہو، جس سے مکمل ستر پوشی ہو سکے اور جو باعث زینت بھی ہو، لباس میں یہ دو خصوصیات لازمی طور پر ہونی چاہئیں ورنہ وہ لباس لباس نہیں، لباس اگر ایسا ہو جو ستر پوشی تو کرے مگر بدنما، بدبودار اور میلا کچیلا ہو جس کے سبب دیکھنے والا کراہت محسوس کرے تو وہ لباس نہیں اور اگر لباس ایسا ہو جو بیش قیمت تو ہو مگر ستر پوشی نہ کر سکے تو وہ لباس بھی کوئی لباس نہیں، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

"قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صِنْفَانِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَمْ أَرَهُمَا: قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَأَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُوْنَ بِهَا النَّاسَ، وَنِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيْلَاتٌ مَائِلَاتٌ، رُءُوسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ، لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدْنَ رِيْحَهَا وَإِنَّ رِيْحَهَا لَيُوْجَدُ مِنْ مَسِيْرَةِ كَذَا وَكَذَا۔ یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: دو جہنمی گروہ ایسے ہیں جن کو میں نے اب تک نہیں دیکھا، ایک وہ لوگ جن کے پاس گائے کی دُم کی طرح کوڑے ہوں گے، جن کے ذریعہ وہ لوگوں کو ماریں گے، دوسری وہ عورتیں جو لباس پہننے کے باوجود ننگی ہوں گی (نامحرم مردوں کو اپنی طرف مائل کرنے والی ہوں گی اور خود بھی (اُن کی طرف) مائل ہوں گی، ان کے سر بختی اونٹوں کے جھکے ہوئے کوہانوں کی طرح ہوں گے، ایسی عورتیں جنت میں داخل نہ ہوں گی اور نہ ہی جنت کی خوشبو سونگھیں گی، حالاں کہ جنت کی خوشبو تو اتنی اتنی دور سے سونگھی جاتی ہے۔" (صحیح مسلم، حدیث نمبر ۵۷۰۴)

لباس پہننے کے باوجود ننگی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یا تو لباس اس قدر چھوٹا ہوگا جس سے ستر پوشی نہ ہوگی، یا اس قدر چست ہوگا جس سے جسم کی ہیئت ظاہر ہوگی، یا اس قدر باریک ہوگا جس سے جسم جھلکتا ہوگا، اس حدیث پاک سے وہ عورتیں درس عبرت حاصل کریں جو فیشن کے نام پر جسم کو دکھانے والے باریک، چست یا چھوٹے لباس پہنتی ہیں، لباس کے تعلق سے ارشاد ربانی ہے:

"يَا بَنِيْ آدَمَ قَدْ أَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْآتِكُمْ وَرِيْشًا وَلِبَاسُ التَّقْوَىٰ ذٰلِكَ خَيْرٌ ذٰلِكَ مِنْ آيَاتِ اللهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ۔ (سورۃ الاعراف، آیت ۲۶) یعنی اے آدم کی اولاد! بے شک ہم نے تمہاری طرف ایک لباس وہ اتارا کہ تمہاری شرم کی چیزیں چھپائے اور ایک وہ کہ تمہاری آرائش ہو اور پرہیزگاری کا لباس وہ سب سے بھلا، یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے کہ کہیں وہ نصیحت مانیں، اے آدم کی اولاد خبر دار! تمہیں شیطان فتنہ میں نہ ڈالے جیسا تمہارے ماں باپ کو بہشت سے نکالا، اتروا دیئے ان کے لباس کہ ان کی شرم کی چیزیں انھیں نظر پڑیں، بے شک وہ اور اس کا کنبہ تمہیں وہاں سے دیکھتے ہیں کہ تم انھیں نہیں دیکھتے۔" (کنزالایمان)

آیت مذکورہ میں اللہ رب العزت نے اولادِ آدم کو تنبیہ فرمائی ہے کہ شیطان حضرت آدم علیہ السلام کی طرح تمہاری بھی گھات میں بیٹھا ہے اور وہ طرح طرح کے حیلے بہانے سے جدت اور فیشن کے نام پر تمہارے بھی کپڑے اتروانے کی کوشش میں ہے، اس لئے ہمیشہ خبردار رہو، کبھی شیطان کے جھانسے میں نہ آؤ، کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کی بات مان کر تم بھی جنت سے محروم ہو جاؤ۔

اسلام نے جہاں امر بالمعروف کا حکم اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیا ہے، وہیں امر بالمعروف میں اور نہی عن المنکر میں معاون امور کی طرف بھی خصوصی توجہ مبذول فرمائی ہے، یاد رکھئے اللہ رب العزت کا کوئی بھی حکم حکمت ودانائی اور مصلحت سے خالی نہیں، انسان اللہ کے حکم کی تعمیل کر کے اپنے آپ کو فلاح وصلاح سے ہمکنار اور اس کے حکم کی خلاف ورزی کر کے خود کو نقصان وخسران سے دوچار کر لیتا ہے، اللہ رب العزت کے احکام میں سے ایک حکم "حجاب" یا "پردہ" بھی ہے، جسے اس نے اپنے بندوں کی صلاح وفلاح کے لئے واجب قرار دیا ہے۔

اللہ رب العزت نے انسان کو باحیا پیدا فرمایا ہے، حیا انسانی خاصہ ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جہاں بے شمار اوصاف وکمالات سے سرفراز فرمایا، وہیں آپ کو "حیا" جیسا وصف بھی عطا فرمایا ہے جسے آپ نے ایمان کا ایک حصہ قرار دیا، چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں:

"الایمان بضع وستون والحیاء شعبة من الایمان۔
یعنی ایمان کی ساٹھ سے زیادہ شاخیں ہیں اور حیا بھی ایمان کی ایک شاخ ہے۔" (بخاری شریف، جلد ا رص ٦)

حدیث پاک سے یہ امر صاف واضح ہو گیا کہ "حیا" ایمان کا ایک اہم حصہ ہے تو ظاہر ہے کہ بے حیائی ایمان کا حصہ نہیں، جو لوگ بے حیائی اور بے پردگی میں ملوث ہیں، وہ اپنے ایمان وعمل کو کمزور کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے معاشرے کو بھی برائیوں کی آماجگاہ بنا رہے ہیں، جب تک انسان شرم وحیا کے حصار میں رہتا ہے، ذلت ورسوائی سے محفوظ رہتا ہے اور وہ جب اس حصار سے آزاد ہو جاتا ہے تو اسے ذلت ورسوائی کا کام بھی عزت وعظمت والا لگنے لگتا ہے، یہی وجہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تجھ میں حیا باقی نہ رہے تو پھر جو چاہے کر۔ (بخاری شریف، جلد ٢ رص ٧٠٤ رحدیث ٣٤٨٤)

یوں تو شرم وحیا حسب حال ہر انسان کے لئے لازم وضروری ہے لیکن عورتوں کے لئے زیور اور گہنے کی حیثیت رکھتی ہے، ان کی عزت وعظمت اور ان کا وقار واحترام اسی میں ہے کہ وہ اپنے چہرے اور جسم کے دیگر اعضا کو باپردہ رکھیں، وہ ایسا لباس استعمال کریں جس سے ان کے جسمانی نشیب وفراز واضح نہ ہوں، نہ کپڑا اتنا باریک ہو، جس سے جسم کی رنگت معلوم ہو۔

ماہر علم قرآن حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مسلمان عورت کو جب کسی مجبوری سے باہر نکلنا پڑے تو ان کو جلباب یعنی بڑی

چادریں اپنے سروں پر اس طرح اوڑھ لینا چاہیے کہ رخسار، گردن، گلا اور سینہ پوری طرح چھپ جائے، راستہ دیکھنے کے لیے صرف ایک آنکھ کھلی رہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى۔ [سورۂ احزاب، آیت ۳۳] یعنی اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور بے پردہ نہ رہو جیسے اگلی جاہلیت کی بے پردگی۔" [کنز الایمان]

حتیٰ کہ اس عورت پر سخت وعید نازل ہوئی ہے جو خوشبو لگا کر غیر محرم مردوں کے درمیان سے یا اس کے قریب سے گزرتی ہے، چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"كُلُّ عَيْنٍ زَانِيَةٌ، وَالْمَرْأَةُ إِذَا اسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ بِالْمَجْلِسِ، فَهِيَ كَذَا وَكَذَا يَعْنِي زَانِيَةً۔ یعنی ہر (بدنظری کرنے والی) آنکھ زنا کار ہے اور جب کوئی عورت خوشبو لگا کر لوگوں کے پاس سے گزرے تو ایسی عورت زنا کار ہے۔" (ترمذی، حدیث نمبر ۲۷۸۶)

عورت کا مذکورہ خطوط پر اپنا جسم اور چہرہ غیر محرموں سے چھپانا واجب ہے جو ایک صالح اور پاکیزہ معاشرہ کے لئے مطلوب و مقصود ہے، پردہ برائیوں کو جنم لینے سے روکتا ہے، لوگوں کے گھر برباد ہونے سے بچاتا ہے، اسلام نوع انسانی کو ایک پاکیزہ معاشرہ کا تصور دیتا ہے جو شرعی پردے کے بغیر ناممکن ہے۔

پردہ قرآن وحدیث کی روشنی میں

اللہ علیم وخبیر نے مسلمانوں کو جو احکامات صادر فرمائے ہیں، ان میں ایک حکم "پردے" یا "حجاب" کا بھی ہے اور یہ حکم مرد وعورت دونوں کے لئے یکساں ہے، پردہ کا حکم سن ۴ ہجری میں نازل ہوا، جس وقت ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کاشانۂ نبوت میں رخصت ہو کر تشریف لائیں، پردے

کی اہمیت وافادیت کا اندازہ اس بات بھی سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس کے تعلق سے سات آیات قرآنیہ اور ستر احادیث مبارکہ وارد ہیں، چنانچہ اللہ رب العزت نے سب سے پہلے مسلمان مردوں کو پردے کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا یَصْنَعُوْنَ۔ (سورۂ نور، آیت ۳۰) یعنی (اے محبوب) مسلمان مردوں کو حکم دو، اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں، یہ ان کے لئے بہت ستھرا ہے، بے شک اللہ کو اُن کے کاموں کی خبر ہے۔" (کنز الایمان)

اس کے بعد مسلمان عورتوں کے لئے یوں ارشاد ہوا:

"وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَیَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُیُوْبِهِنَّ۔ (سورۂ نور، آیت ۳۱) یعنی اور (اے محبوب) مسلمان عورتوں کو حکم دو، اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی پارسائی کی حفاظت کریں اور اپنا بناؤ نہ دکھائیں مگر جتنا خود ہی ظاہر ہے اور دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں۔" (کنز الایمان)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کو بھی پردے کا حکم دیتے ہوئے ایک مقام پر یوں ارشاد فرمایا:

"یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ، ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ یُّعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا۔ (سورۂ احزاب، آیت ۵۹) یعنی اے نبی! اپنی بیبیوں اور صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرمادو کہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے منہ پر ڈالے رہیں، یہ اس سے نزدیک تر ہے کہ ان کی

پہچان ہو تو ستائی نہ جائیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔" (کنزالایمان)

پردے سے متعلق احادیث کریمہ میں بھی صراحت کے ساتھ ارشاد ہوا کہ صحابیات نے کس طرح پردہ کیا اور اپنے جسم کے کس کس حصے کا پردہ کیا، حدیث میں اس کا تفصیلی ذکر موجود ہے، چنانچہ حضرت صفیہ بنت شیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی تھیں:

"جب یہ آیت نازل ہوئی (اور وہ اپنی اوڑھنیاں اپنے گریبانوں پر ڈال کر رکھیں) تو ان عورتوں نے اپنے نیچے بندھی چادروں کو کناروں سے دو حصوں میں پھاڑ لیا اور اس سے اپنے سروں اور چہروں کو ڈھانپ لیا۔" (صحیح بخاری، حدیث نمبر ۱۴۴۸)

اکابرین امت فرماتے ہیں کہ مذکورہ آیت سن کر صحابیات نے اپنی چادروں کو دو حصوں میں پھاڑ کر ایک حصے کو اپنے سروں اور گریبانوں پر اس طرح اوڑھ لیا کہ ان کے چہرے بھی چھپ گئے اور سینے بھی مستور رہے، اس سے صاف واضح ہوتا ہے کہ اس آیت میں جو پردے کا حکم ہے اس سے جملہ ازواج مطہرات اور تمام صحابیات نے جسم کے دیگر حصے کے ساتھ ساتھ چہرے کا بھی پردہ لازم و ضروری سمجھا، ظاہر ہے کہ وہ ہم سے زیادہ کتاب اللہ کے غرض و غایت کو سمجھنے والی اور اس پر ایمان لانے والی تھیں، کیوں کہ انھوں نے براہ راست سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دین متین سیکھا تھا، چنانچہ حضرت صفیہ بنت شیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تھیں کہ انہوں نے قریش کی خواتین اور ان کے فضل و کمال کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"إِنَّ لِنِسَاءِ قُرَيْشٍ لَفُضْلا، وَإِنِّي وَاللهِ مَا رَأَيْتُ أَفْضَلَ مِنْ نِسَاءِ الْأَنْصَارِ أَشَدَّ تَصْدِيقًا بِكِتَابِ اللهِ، وَلَا إِيمَانًا بِالتَّنْزِيلِ لَقَدْ أُنْزِلَتْ سُورَةُ النُّورِ ﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ﴾

انْقَلَبَ رِجَالُهُنَّ إِلَيْهِنَّ يَتْلُونَ عَلَيْهِنَّ مَا أُنْزِلَ إليهن فيها، و يتلوا الرَّجُلُ عَلَى امْرَأَتِهِ وَابْنَتِهِ وَأُخْتِهِ، وَعَلَى كُلِّ ذِي قَرَابَتِهِ. مَا مِنْهُنَّ امْرَأَةٌ إلا قَامَتْ إِلَى مِرْطِهَا الْمُرَحَّلِ فَاعْتَجَرَتْ بِهِ تَصْدِيقًا وَإِيمَانًا بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنْ كِتَابِهِ. فَأَصْبَحْنَ يُصَلِّينَ وَرَاءَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصبح معتجرات كأن على رؤسهن الغربان۔ یعنی بلاشبہ قریش کی عورتوں کا بڑا مقام و مرتبہ ہے، لیکن اللہ کی قسم میں نے انہیں انصار کی عورتوں سے افضل نہیں دیکھا: وہ کتاب اللہ کی بہت زیادہ تصدیق کرنے والی اور اللہ کے احکام پر بہت زیادہ ایمان رکھنے والی تھیں، جب سورۂ نور کی یہ آیت (اور وہ اپنی اوڑھنیاں اپنے گریبانوں پر ڈال کر رکھیں) نازل ہوئی تو ان کے مرد حضرات ان کی جانب سورۂ نور کی یہ آیت تلاوت کرتے ہوئے لوٹے اور اپنی بیویوں، بیٹیوں، بہنوں اور ہر رشتہ دار خواتین کو یہ آیت پڑھ کر سنائی، تو ہر ایک عورت نے اس کی تصدیق کرتے ہوئے اور اس پر ایمان لاتے ہوئے اپنی دھاری دار چادر نکالی اور اس سے اپنا سر اور منہ چھپالیا، صبح کے وقت تمام عورتیں باپردہ اور باحجاب ہو کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے نمازِ فجر ادا کر رہی تھیں گویا کہ ان کے سروں پر سیاہ پرندے ہوں۔"

(سنن ابوداؤد، حدیث نمبر ۴۱۰۲)

جس طرح کسی بھی مرد کا کسی غیر محرم عورت پر نظر ڈالنا جائز نہیں (البتہ پہلی نظر جو از خود پڑ جاتی ہے معاف ہے، اس کے بعد دوسری نگاہ ڈالنا گناہ ہے) اسی طرح خواتین کے لئے بھی یہ حکم ہے کہ وہ غیر محرم مردوں پر نظر ہرگز نہ ڈالیں، چنانچہ حدیث پاک میں ہے:

"حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس تھی اور آپ کے پاس حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی تھیں، سامنے سے حضرت عبداللہ بن ام مکتوم (جو نابینا تھے) تشریف لائے اور یہ واقعہ پردہ کا حکم نازل ہونے کے بعد کا ہے، حضور اکرم نے فرمایا کہ تم دونوں ان سے پردہ کرو، ہم نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا یہ نابینا نہیں ہیں؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم دونوں بھی اندھی ہو، انہیں نہیں دیکھتی ہو۔" (سنن ابوداؤد، جلد نمبر ۳/حدیث نمبر ۷۲۰)

اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ مردوں کو عورتوں سے اور عورتوں کو مردوں سے پردہ کرنا واجب ہے خواہ ان میں کوئی اندھا ہی کیوں نہ ہو، پردہ کو یقینی بنانے کے لئے ہی اسلام نے یہ حکم دیا کہ بلا اجازت کوئی کسی کے گھر میں داخل نہ ہو، یہاں تک کہ اگر بلا اجازت کسی نے کسی کے گھر کا پردہ اٹھا دیا تو حضور نے فرمایا: اگر اندر جھانکتے وقت کوئی اس کی آنکھ بھی پھوڑ دیتا تو میں اس سے باز پرس نہ کرتا، چنانچہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

"رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اجازت ملنے سے پہلے پردہ اٹھا کر کسی کے گھر میں نظر ڈالی گویا کہ اس نے گھر کی چھپی ہوئی چیز دیکھ لی اور اس نے ایسا کام کیا جو اس کے لئے حلال نہ تھا، پھر اگر اندر جھانکتے وقت کوئی اس کی آنکھیں پھوڑ دیتا تو میں اس پر کچھ نہ کہتا (یعنی بدلہ نہ دلاتا) اور اگر کوئی شخص کسی ایسے دروازے کے سامنے سے گزرا جس پر پردہ نہیں تھا اور وہ بند بھی نہیں تھا پھر گھر والوں پر اس کی نظر پڑ گئی تو اس میں اس کی کوئی غلطی نہیں بلکہ

گھر والوں کی غلطی ہے۔" (جامع ترمذی، جلد ۲/حدیث نمبر ۶۱۸)

اسلام میں پردہ اس قدر اہمیت وافادیت کا حامل ہے کہ عام مومنین تو عام مومنین صحابۂ کرام کو بھی حکم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات سے اگر کوئی چیز لینی ہو تو پردے کے پیچھے سے لیں، چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

"وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوهُنَّ مِن وَرَآءِ حِجَابٍ ذَٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ۔ (سورۃ الاحزاب، پ ۲۲/ آیت ۵۳) یعنی اور جب تم ان (ازواج مطہرات) سے برتنے کی کوئی چیز مانگو تو پردے کے باہر سے مانگو، ان میں زیادہ ستھرائی ہے تمہارے دلوں اور ان کے دلوں کی۔" (کنز الایمان)

آیت کریمہ صاف واضح کررہی ہے کہ اجنبی مردوں اور عورتوں کے درمیان دلوں کی پاکیزگی کے لئے پردہ نہایت ہی ضروری ہے، جب ہمارے دل پاک وصاف ہوں گے تو معاشرے میں فحاشی اور بے حیائی کا سدباب ہوگا۔

یہ امر قابل غور ہے کہ جب ازواجِ مطہرات جیسی پاکیزہ ترین خواتین کو صحابۂ کرام جیسے پاکباز مردان خدا سے پردہ کی اس قدر تاکید کی گئی ہے تو ہم جیسے گناہوں میں ملوث عام مسلمانوں کو کس قدر پردہ کا اہتمام کرنا لازم وضروری ہے، اس کا اندازا بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔

بہن بھائی ہونا اور ہے، سمجھنا اور!

آج کل کچھ لوگ یہ بھی کہتے نظر آتے ہیں کہ صاحب ہم تو فلاں کو اپنی بہن، بیٹی اور ماں کی طرح سمجھتے ہیں، ان کا ہمارا کیا پردہ؟ یا جو عورتیں یہ کہتی ہیں کہ ہم تو فلاں کو اپنا باپ، بھائی یا بیٹا تصور کرتی ہیں، بھلا باپ، بھائی اور بیٹے سے بھی کوئی پردہ کرتا ہے؟ انھیں یہ حقیقت ذہن نشین کرلینی چاہیئے کہ کسی کا باپ، بھائی اور بیٹا یا کسی کی ماں، بہن اور بیٹی سمجھنا الگ بات ہے اور حقیقت میں ایسا ہونا الگ بات!

ایسے لوگ صحابۂ کرام اور امہات المومنین کے طرز عمل سے درس عبرت حاصل کریں اور غور وفکر کریں کہ کیا ہماری عورتیں ازواج مطہرات جیسی پاکیزہ اور عفت مآب خواتین سے زیادہ پاکیزہ ہیں؟ کیا ہمارے مرد صحابۂ کرام جیسے پاکباز مردان خدا سے زیادہ پارسا ہیں؟ نہیں، ہرگز نہیں، کیا امہات المومنین ان رشتوں کی اہمیت کو نہیں سمجھتی تھیں؟ کیا صحابۂ کرام امہات المومنین کو اپنی مائیں نہیں تصور کرتے تھے؟ یقیناً کرتے تھے لیکن انھیں آج کے نام نہاد روشن خیال مسلمانوں کے لئے نظیر بنتا تھا، دیکھئے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیا فرما رہی ہیں:

"قافلے ہمارے پاس سے گزرتے تھے اور ہم بحالت احرام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سفر حج میں ہوتے تھے تو جب قافلے کے لوگ ہمارے قریب آتے تو ہم اپنی چادر سر سے چہرے پر لٹکا لیتے تھے اور جب قافلے آگے بڑھ جاتے تو ہم اپنے چہرے کھول لیتے تھے۔" (سنن ابوداؤد، جلد ۱ رص ۲۵۴)

اسی طرح ازواجِ مطہرات جب اپنے والدین وغیرہ سے ملاقات کے لئے کاشانۂ نبوت سے نکلتیں یا عزیز واقارب کی بیمار پُرسی اور تعزیت وغیرہ میں جاتیں تو مکمل پردے کا اہتمام رکھتی تھیں، یہی عمل صحابۂ کرام کی عورتوں کا بھی تھا کہ جب بوقت ضرورت گھروں سے باہر نکلا کرتیں تو موٹی لمبی چادریں لپیٹ کر نکلا کرتی تھیں، دیکھا آپ نے! امّت کی پاکیزہ ترین خواتین پردے کا کس قدر اہتمام فرما رہی ہیں اور ایک ہم اور ہماری خواتین ہیں جنھیں پردہ "قید وبند، دقیانوسی" اور "راہ ترقی" میں "سد راہ" نظر آتا ہے، تف ہے۔

حسن کو احتیاط لازم ہے
ہر نظر پارسا نہیں ہوتی

بھائی بہن کی طرح ساتھ رہنے والے غیر محرم مرد وعورت کے تعلق سے

حضور تاج الشریعہ ارشاد فرماتے ہیں:

"بکر و ہندہ اگر باہم بے پردہ رہتے ہیں تو سخت گنہگار ہیں، ان دونوں پر فرض ہے کہ ایک دوسرے سے پردہ کریں اور ایک دوسرے کے ساتھ نہ رہیں بلکہ ہندہ اپنے رشتہ داروں میں جائے۔" (فتاویٰ تاج الشریعہ، جلد ۹ / ص ۳۳۶)

ایک اور مقام پر یوں رقم طراز ہیں:

"غیر محرم سے عورت کو ہمیشہ پردہ فرض ہے، عدت میں ہو خواہ غیر عدت میں۔" (ایضاً، ص ۳۳۷)

کچھ نئی روشنی کے دلدادہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ صاحب دیکھنے سے کیا ہوتا ہے، بس نیت اور اپنا دل پاک وصاف رکھنا چاہئے، انھیں اس نکتے کو سمجھنا چاہئے کہ کسی بھی برائی کا آغاز دیکھنے سے ہی ہوتا ہے یعنی نظر ہی نفس کو برائی کے لئے آمادہ اور برانگیختہ کرتی ہے، چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

"إیاکم والنظرۃ فإنھا تزرع فی القلب شھوۃ وکفٰی بھا فتنۃ۔ یعنی (اجنبی عورتوں کو) تاک جھانک کرنے سے خود کو بچاؤ، اس لئے کہ اس سے دلوں میں شہوت کا بیج پیدا ہوتا ہے اور کسی کو فتنہ میں مبتلا ہونے کے لیے یہی کافی ہے۔"

(احیاء العلوم، جلد ۳ / ص ۱۰۲)

صحابۂ کرام سے مروی ہے کہ آنکھیں بھی زنا کرتی ہیں اور ان کا زنا غیر محرم کو دیکھنا ہے، نیز حضرت یحیٰ سے کسی نے پوچھا کہ "زنا" کا آغاز کیسے ہوتا ہے؟ فرمایا: غیر محرم کو دیکھنے اور حرص کرنے سے، اسی لئے قرآن کریم نے نظر کی حفاظت کو، شرمگاہ کی حفاظت پر مقدم رکھا ہے۔

لہٰذا اگر یہ نظر بہک گئی تو سمجھئے انسان گناہوں کے دلدل میں پھنس گیا اور

اپنی دنیا و آخرت تباہ کرلی اور اگر کسی نے اپنی نظر پر قابو پالیا تو سمجھئے اس نے لگ بھگ ساری برائیوں پر قابو پالیا۔

کن سے پردہ اور کن سے نہیں؟

جیسا کہ پہلے ہی بتایا جاچکا کہ "عورت" کہتے ہی ایسی چیز کو ہیں جو چھپا کر رکھی جائے، یہی وجہ ہے کہ عورتوں کو "مستورات" بھی کہا جاتا ہے، چنانچہ اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

"اَلْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ، فَإِذَا خَرَجَتْ اسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ۔
یعنی عورت پردہ میں رہنے والی چیز ہے، جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کو جھانکتا ہے۔" (سنن ترمذی، حدیث نمبر ۱۱۷۳)

مطلب یہ کہ شیطان مردوں کو اس بات پر اُبھارتا ہے کہ وہ اس عورت کی طرف تانک جھانک کریں تاکہ وہ بدنظری اور دیگر گناہوں میں مبتلا ہوں، اس لئے حکم شرع ہے کہ جب عورتیں گھر سے باہر نکلیں تو اپنے آپ کو اس طرح چھپالیں جس سے سوائے آنکھ کے ان کا سارا بدن چھپ جائے اور دیکھنے والوں کو صرف ایک مبہم سراپا نظر آئے، آقائے کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک اور حدیث پاک میں یوں ارشاد فرماتے ہیں:

"اَلْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ، فَإِذَا خَرَجَتْ اسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ، وَأَقْرَبُ مَا تَكُونُ مِنْ رَبِّهَا إِذَا هِيَ فِي قَعْرِ بَيْتِهَا۔ یعنی عورت پردے کی چیز ہے، جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اسے جھانکتا ہے اور عورت اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتی ہے، جب وہ اپنے گھر کے کسی پوشیدہ حصہ میں ہو۔" (صحیح ابن حبان، حدیث نمبر ۵۵۹۹)

حتیٰ کہ پردہ اور ستر ہی کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اسلام نے عورت کی نماز

کا طریقہ مرد سے مختلف رکھا اور اسے اسی طریقے کو اپنانے کا حکم دیا جس میں عورت کے لیے زیادہ ستر پوشی اور پردہ ہے۔

معلوم ہوا کہ جو عورت اپنے آپ کو جس قدر پردے میں رکھتی ہے اور جتنا زیادہ خود کو نامحرم مردوں سے چھپاتی ہے، اللہ اس سے اسی قدر خوش ہوتا ہے اور وہ اللہ کی مقرب بارگاہ ہو جاتی ہے، عورتوں پر کن لوگوں سے پردہ کرنا واجب ہے اور کن سے نہیں؟ اس سلسلے میں اسلام نے مسلمانوں کی بڑی واضح رہنمائی فرمائی ہے، چنانچہ ارشاد ربّانی ہے:

"وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْۤ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْۤ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ وَ تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ (سورۂ نور، آیت ۳۱) اور اپنا سنگھار ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہروں پر یا اپنے باپ یا شوہروں کے باپ یا اپنے بیٹے یا شوہروں کے بیٹے یا اپنے بھائی یا اپنے بھتیجے یا اپنے بھانجے یا اپنے دین کی عورتیں یا اپنی کنیزیں جو اپنے ہاتھ کی ملک ہوں یا نوکر بشرطیکہ شہوت والے مرد نہ ہوں یا وہ بچے جنہیں عورتوں کی شرم کی چیزوں کی خبر نہیں اور زمین پر پاؤں زور سے نہ رکھیں کہ جانا جائے ان کا چھپا ہوا سنگھار اور اللہ کی طرف توبہ کرو اے مسلمانو! سب کے سب اس امید پر کہ تم فلاح پاؤ۔" (کنز الایمان)

جن لوگوں سے پردہ کرنا ہے اور جن لوگوں سے نہیں، اس سلسلے میں مزید تفصیل یہ ہے کہ سبھی غیر محارم سے پردہ واجب ہے، محارم سے نہیں، غیر محرم یعنی

اجنبی مرد، جیسے دیور، جیٹھ، چچازاد، پھوپھی زاد، خالہ زاد، ماموں زاد بھائی اور بہنوئی وغیرہ سے ہر حال میں پردہ واجب ہے اور مذکورہ مردوں پر بھی لازم ہے کہ وہ ان عورتوں سے پردہ کریں۔

جبکہ محارم سے پردہ نہیں، محرم وہ ہے جس سے کسی بھی حال میں نکاح نہیں ہوسکتا، محارم دو طرح کے ہیں، ایک محارم نسبی اور دوسرے محارم صہری، محارم نسبی جیسے بھائی، بیٹا، والد، ماموں اور چچا وغیرہ سے پردہ نہیں، اسی طرح محارم صہری یعنی سسرالی رشتہ دار سے بھی پردہ نہیں، جیسے سسر! یونہی رضاعی محارم جیسے رضاعی بھائی اور رضاعی والد وغیرہ سے پردہ نہیں، اگر ان سے پردہ کرے تو بھی جائز، نہ کرے تو بھی جائز ہے، البتہ جوانی کی حالت میں پردہ کرنا ہی مناسب ہے اور اگر فتنہ کا ظن غالب ہو تو ان سے بھی پردہ کرنا واجب ہے، داماد چونکہ سسرالی رشتے کے اعتبار سے محرم ہے، اس لئے اس سے پردہ کرنا اور نہ کرنا دونوں ہی جائز ہے، البتہ ساس کے جوان ہونے کی صورت میں پردہ کرنا بہتر ہے اور اگر فتنہ کا غالب گمان ہو تو اس سے بھی پردہ کرنا واجب ہوگا۔

پیر سے بھی پردہ واجب ہے

آج کل یہ بھی دیکھنے میں آرہا ہے کہ عورتیں اپنے پیر سے پردہ نہیں کرتیں اور کچھ پیر بھی عورتوں سے پردہ ضروری نہیں سمجھتے جبکہ پردہ کے معاملے میں ہر اجنبی خواہ وہ پیر ہو یا غیر پیر سب کا حکم یکساں ہے، اجنبی پیر بھی اپنی مریدہ بالخصوص جوان مریدہ کے لئے غیر محرم ہے اور اس سے پردہ واجب ہے، حضور اعلیٰ حضرت ارشاد فرماتے ہیں:

"پردہ کے باب میں پیر وغیر پیر ہر اجنبی کا حکم یکساں ہے جوان عورت کو چہرہ کھول کر بھی سامنے آنا منع ہے۔"

(فتاویٰ رضویہ، ج ۲۲ ص ۲۰۵)

غیر محرم پیر کے سامنے نہ بے پردہ آنا جائز، نہ اس کا ہاتھ پاؤں چھومنا جائز۔ اگر کوئی پیر بے پردہ سامنے آنے کو بولے تو اس سے صاف کہہ دو: کیا تم نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بھی بڑے پیر ہو گئے، جب انھوں نے خود پردہ کیا اور کرایا تو تم کس کھیت کی مولی ہو؟ ایسے پیر سے ہرگز بیعت نہ ہوں، ایک اور مقام پر اعلیٰ حضرت یوں ارشاد فرماتے ہیں:

"پردہ! اس میں استاذ وغیر استاذ، عالم وغیر عالم، پیر سب برابر ہیں، نو برس سے کم کی لڑکی کو پردہ کی حاجت نہیں اور جب پندرہ برس کی ہو، سب غیر محارم سے پردہ واجب اور نو سے پندرہ تک اگر آثار بلوغ ظاہر ہوں تو واجب اور نہ ظاہر ہوں تو مستحب خصوصاً بارہ برس کے بعد بہت مؤکد کہ یہ زمانہ قرب بلوغ وکمال اشتہا کا ہے۔" (فتاویٰ رضویہ، ج ۲۳ رص ۶۴۰)

اندھوں سے بھی پردہ واجب ہے

عورت کے لئے جس طرح غیر محرم بینا مرد سے پردہ ہے، اسی طرح غیر محرم نابینا مرد سے بھی پردہ واجب ہے، چنانچہ امام اہل سنت ارشاد فرماتے ہیں:

"اندھے سے پردہ ویسا ہے جیسا آنکھ والے سے اور اس کا گھر میں جانا، عورت کے پاس بیٹھنا ویسا ہی ہے جیسا آنکھ والے کا، حدیث میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: افعمیاوان انتما الستما تبصرانه (کیا تم دونوں بھی اندھی ہو؟ کیا تم ان کو نہیں دیکھ رہی ہو؟)" (احکام شریعت، حصہ ۳، ص ۲۴۹)

بھاوج کا دیور سے اور بہنوئی کا سالی سے پردہ واجب

آج کل یہ رسم بدعام سے عام تر ہوتی جارہی ہے کہ بھاوج اپنے سگے دیوروں کے ساتھ ساتھ رشتے کے دیوروں کے ساتھ بھی نہ صرف بے پردہ رہتی

ہیں بلکہ ان سے بے ہودہ قسم کے ہنسی مذاق بھی کرتی دیکھی جاتی ہیں، جبکہ بھابھیوں کو اپنے دیوروں سے خصوصی پردہ کا اہتمام کرنا چاہئے، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم نے دیور کو بھابھی کے لئے ''موت'' قرار دیا ہے، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

"ایاکم والدخول علی النساء، فقال رجل من الانصار: یارسول اللہ! افرأیت الحمو؟ قال: الحمو الموت۔ یعنی عورتوں میں جانے سے بچو، اس پر انصار میں سے ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! دیور کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟ فرمایا: دیور تو موت ہے۔" (صحیح بخاری، حدیث نمبر ۲۵۳۲)

واضح ہو کہ ''دیور'' سے مراد صرف شوہر کے سگے چھوٹے بھائی ہی نہیں بلکہ اس میں شوہر کے بڑے بھائی، چچازاد، ماموں زاد، خالہ اور پھوپھی زاد بھائی بھی شامل ہیں، اِسی طرح یہ مہلک مرض بھی عام ہوتا جارہا ہے کہ بہنوئی حضرات سسرالی خاندان اور ان کی رشتہ دار عورتوں بالخصوص سالیوں میں شترِ بے مہار کی طرح دندناتے پھرتے ہیں اور ان سے اخلاق سوز اور بھدّے قسم کی ہنسی مذاق کرتے ہیں، یہاں تک کہ ان کے ساتھ جسمانی چھیڑ چھاڑ سے بھی باز نہیں آتے جبکہ جیجا اور سالی پر بھی ایک دوسرے سے پردہ واجب ہے، ایسا کر کے دونوں شرعی احکام کی خلاف ورزی کے مرتکب ہوتے ہیں اور گھر کے جو ذمہ دار افراد انھیں اس فعل بد سے نہیں روکتے وہ بھی سخت گنہگار ہوتے ہیں۔

کن کن عضو کا پردہ واجب ہے؟

اسلام نے عورتوں کی عزت وعظمت اور ان کی عفت وعصمت کو محفوظ رکھنے کے لئے جو مؤثر تدبیریں اپنائی ہیں، ان کا اصل مقصد ان کو بدقماش قسم کے مردوں کی ہوس ناک نظروں کا شکار ہونے سے بچانا ہے، چونکہ پردہ غیرت وحمیت اور شرم وحیا کی علامت اور نسوانی عفت وعصمت کی محافظت کا ضامن ہے، اس لئے

اللہ رب العزت نے انسان کو حسب نوعیت پردے کا حکم فرمایا، کیوں کہ اللہ مرد و عورت دونوں کا خالق ہے، اسے معلوم ہے کہ انسانی معاشرے کو پاکیزگی کے ساتھ شاہ راہ ترقی پر گامزن کرنے کے لئے کس کو کس چیز کی ضرورت ہے اور کس حد تک ضرورت ہے، کن پابندیوں کی حاجت ہے اور کس حد تک ہے۔

ستر اور حجاب میں فرق

''ستر'' کے لغوی معنیٰ چھپانے کے ہیں اور ''عورت'' کے لغوی معنیٰ چھپانے والی چیز'' کے ہیں، اس طرح ''ستر عورت'' کا معنی ہوا ''چھپانے والی چیز کو چھپانا'' اور اصطلاح شرع میں مرد و عورت کے جسم کا وہ حصہ ہے جس کا چھپانا ہر ایک سے واجب ہے سوائے میاں بیوی کے، مرد و عورت دونوں کے ستر کی حد الگ الگ ہے، چنانچہ مرد کا ستر ناف کے نیچے سے لے کر گھٹنے کے نیچے تک ہے جس کا چھپانا سوائے بیوی کے ہر ایک سے فرض ہے اور عورت کا ستر منہ، تلوے اور ہتھیلی کے علاوہ پورا جسم ہے جس کا چھپانا سوائے شوہر کے محرم اور غیر محرم ہر ایک سے فرض ہے، حضور صدر الشریعہ فرماتے ہیں:

"ستر عورت ہر حال میں واجب ہے، خواہ نماز میں ہو یا نہیں، تنہا ہو یا کسی کے سامنے، بِلا کسی غرضِ صحیح کے تنہائی میں بھی (ستر) کھولنا جائز نہیں اور لوگوں کے سامنے یا نماز میں تو ستر بالاجماع فرض ہے۔" (بہارِ شریعت، ج ۱ ر حصہ ۳ ر ص ۳۵)

''حجاب'' کے لغوی معنیٰ ''روکنے اور رُک جانے'' کے ہیں، اصطلاح شرع میں اسی کو ''پردہ'' سے تعبیر کیا جاتا ہے، اس کے علاوہ دوسرے اور بھی کئی الفاظ جیسے برقع، نقاب، گھونگھٹ اور آڑ وغیرہ ہیں جو اسی معنی میں استعمال ہوتے ہیں۔

عورت کا غیر محرم مردوں سے اپنے چہرہ، ہتھیلی اور تلوے کو چھپانا ''پردہ'' یا حجاب کہلاتا ہے اور یہ پردہ یا حجاب یعنی چہرہ، ہتھیلی اور پاؤں کے تلووں کا چھپانا

محرم مردوں سے واجب نہیں، جبکہ غیر محرم مردوں سے ستر کے ساتھ ساتھ پردہ یا حجاب بھی واجب ہے، محرم مردوں پر واجب ہے کہ وہ عورت کے چہرہ، ہاتھ اور پاؤں کے علاوہ جسم کے کسی حصے پر نظر نہ کریں جبکہ غیر محرم مردوں پر واجب ہے کہ وہ عورت کے جسم کے کسی بھی حصے پر نظر نہ کریں۔

میری بہنو! تمہیں ''پردہ'' جیسی نعمت عظمیٰ میسر ہے پھر بھی تمہیں اس کی قدر نہیں، ان عورتوں سے درس عبرت حاصل کرو جو اس نام نہاد آزادی کے دام تزویر کا شکار ہو کر اپنا سب کچھ لٹا چکی ہیں، آج جب کہ ان کے سروں سے آزادی کا بھوت اتر گیا ہے، تو وہ تمہیں رشک بھری نظروں سے دیکھتی ہیں اور تمہاری خوش بختی پر عش عش کرتی ہیں اور ایک تم ہو کہ تمہیں اس نعمت عظمیٰ کی کوئی قدر ہی نہیں، جو تمہارا سچا ہمدرد ہے اسے اپنا دشمن سمجھ بیٹھی ہو اور جو تمہارا دشمن ہے اسے ہمدرد!

مذہب اسلام کی نظر میں تمہاری قدر و قیمت اور شان و شوکت ہیرے اور جواہرات کی طرح ہے، اسی لئے تمہیں دست برد سے حفاظت کی خاطر پردے میں رکھا جاتا ہے نہ کہ لوہے، ٹینے اور کنکر و پتھر کی طرح! جنھیں کہیں بھی ڈال دیا جاتا ہے، جن سے جو چاہے کھیلے، جنھیں جو چاہے روندے، ذرا یاد کرو اپنے ماضی کو! جب دنیا کے کسی بھی گوشے میں تمہاری کوئی اوقات نہیں تھی، دنیا کے کسی بھی مذہب میں تمہارا کوئی مقام و مرتبہ نہیں تھا اور دنیا کی کسی بھی تہذیب میں تمہارے لئے کوئی ادنیٰ سی بھی جگہ نہیں تھی، تمہارا کوئی حق نہیں تھا، تمہاری کوئی مرضی نہیں تھی، تمہارا کوئی خواب نہیں تھا، حتیٰ کہ پیدا ہوتے ہی تمہیں زندہ درگور کر دیا جاتا تھا اور اگر کسی طرح بچ بھی گئیں تو تم خود اپنے وجود پر ایک بوجھ بن جاتی تھیں۔

اسلام نے تمہیں ایک بیٹی کی شکل میں اپنے ماں باپ کے لئے رحمت اور پروانۂ دخول جنت قرار دیا، ایک بہن کی صورت میں اپنے بھائیوں کے لئے نشان غیرت و حمیت بنا دیا، ایک بیوی کی حیثیت سے اپنے شوہر کی ملکہ اور اس کے

مال ومتاع کا نگہبان بنادیا اور ایک ماں کی صورت میں اپنے بچوں کے لئے جنت قرار دے دیا، ہے تاریخ عالم میں ایسی کوئی مثال؟ نہیں، نہیں اور بالکل نہیں، یہ تو صرف اور صرف اسلام کا خاصہ ہے، دیکھو اللہ کے پیارے رسول، محسن کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا فرما رہے ہیں:

"اکمل المؤمنین ایمانا احسنھم خلقا و خیار کم خیار کم لنسائھم۔ یعنی مومنین میں اس شخص کا ایمان کامل ہے جو خوش اخلاقی میں ممتاز ہو اور تم میں سب سے اچھا وہ شخص ہے جو اپنی عورتوں کے لیے اچھا ہو۔" (ترمذی شریف، جلد ۱ ص ۱۳۸)

آج کل پردہ کو بوجھ سمجھا جانے لگا ہے، اسے ترقی کی دوڑ میں رکاوٹ سمجھا جا رہا ہے جب کہ پردہ خواتین کی عزت وعصمت کو تحفظ فراہم کرتا ہے اور انھیں پورے وقار واحترام کے ساتھ معاشرے میں جینے کا حق دیتا ہے اور انھیں حوس ناک نظروں سے تحفظ کا احساس فراہم کرتا ہے۔

کیا موجودہ پردہ شرعی تقاضے پورے کرتا ہے؟

اس وقت ہندوستان یا دیگر مسلم ممالک میں پردہ کی جو مختلف صورتیں رائج ہیں، عہدِ رسالت میں یہ صورتیں موجود نہ تھیں، عہدِ رسالت کی عورتیں نہایت ہی سادہ لباس پہنتی تھیں، ان کے اندر اپنے بناؤ سنگھار اور آرائش وزیبائش کے اظہار کی خواہش ذرہ برابر بھی نہ تھی، نہ ان کے کپڑے اتنے ڈیزائن دار ہوتے تھے، نہ اتنے تنگ وچست کہ جسمانی خطوط واضح ہوں، اس لیے اس وقت محض ایک بڑی چادر سے بھی پردے کے سارے تقاضے پورے ہو جاتے تھے۔

پھر رفتہ رفتہ یہ سادگی عورتوں میں مفقود ہوتی چلی گئی اور اس کی جگہ اپنی بے جا آرائش وزیبائش اور اس کی نمائش کی ہوس نے لے لی، زرق برق، تنگ و چست اور ڈیزائنر ملبوسات وزیورات کی نمائش عام ہوگئی، ایسی صورت میں محض

ایک چادر سے مکمل پردہ کرنا مشکل ہو گیا، جس کے سبب مختلف شکل وصورت اور ڈیزائن کے حجاب، نقاب، عبا اور برقعے معرض وجود میں آگئے۔

لیکن برا ہو موجودہ کاروباری ذہنیت کا! جس نے مال بیچنے اور پیسہ بٹورنے کی حرص وہوس میں زنانی کپڑوں کے ایسے ایسے ڈیزائن ایجاد کئے، جس نے عورتوں کے اندر اپنی آرائش وزیبائش اور اپنے ڈیزائنر کپڑوں کی نمائش کی خواہش کو دو آتشہ کر دیا، پیسے کے حریص ان کاروباریوں نے پردے کی غرض سے وجود میں آئے اس نقاب اور برقعے کو بھی ایسا زرق برق اور ڈیزائنر بنا دیا کہ اسے استعمال کرنے والی عورتیں اب اس نقاب اور برقع میں بھی بے پردہ نظر آنے لگیں، چست ایسا کہ جسم کے سارے نشیب وفراز واضح ہو جائیں، باریک ایسا کہ جسم کی رنگت تک نظر آئے، زرق برق اور ڈیزائنر ایسا کہ راہ چلنے والوں کو بھی خواہی نخواہی اپنی طرف متوجہ کرے۔

افسوس کا مقام یہ ہے کہ آج کل ہماری زیادہ تر عورتیں اوّلاً تو پردہ کرتی ہی نہیں اور جو کرتی ہیں وہ یہی تنگ وچست اور زرق برق برقع یا نقاب استعمال کرتی ہیں جس سے ان کے جسم کے سارے نشیب وفراز بالکل واضح ہو جاتے ہیں اور خواہی نخواہی لوگوں کو دعوت نظارہ دیتے ہیں، اس طرح پردے یا حجاب کا اصل مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے، حجاب، برقع یا نقاب اس قدر ڈھیلا ڈھالا ہونا چاہئے جو سر سے پاؤں تک عورت کے سارے جسمانی نشیب وفراز کو چھپا سکے، اس کی ساخت ایسی سادہ ہونا چاہئے کہ اس میں مردوں کے لئے کوئی کشش نہ ہو اور اس کا کپڑا اتنا موٹا ہونا چاہئے کہ جس سے بدن کی رنگت ذرّہ برابر بھی نہ جھلکے، ورنہ اس پردے کو بھی مزید ایک پردہ کی ضرورت پڑ جائے گی۔

پردے کی صحیح شکل وصورت

پردہ جسے قرآن نے "جلابیب" کے نام سے یاد کیا ہے "جَلَابِیْب"

جِلبابؓ کی جمع ہے اور ''جلباب'' اس چادر کو کہتے ہیں جو اتنی بڑی ہو جس سے پورا بدن ڈھانپ لیا جائے، ازواج مطہرات اور صحابیات اس چادر کو اپنے جسم کے اوپر اس طرح لپیٹ لیا کرتی تھیں جس سے ان کے چہرہ اور جسم کا بیشتر حصہ چھپ جایا کرتا تھا، یاد رکھیں کہ شریعت کا اصل مقصد ''پردہ'' ہے، خواہ وہ چادر سے حاصل ہو یا موجودہ برقع اور نقاب سے! شریعت کو پردے کی کسی خاص شکل وصورت یا ڈیزائن سے کوئی بحث نہیں، البتہ پردہ ایسا ضرور ہونا چاہئے جو جسمانی نشیب وفراز اور اس کے خطوط کو بخوبی چھپا سکے، جو عورتیں موجودہ برقع، حجاب یا نقاب کے بجائے پردے کے لیے بڑی چادر استعمال کرتی ہیں اور پورے بدن کو ڈھانپ لیتی ہیں، اپنے چہرے کو صحیح معنوں میں چھپا لیتی ہیں، وہ یقیناً پردے کا حکم بجالاتی ہیں۔

بعض عورتیں موسم گرما میں پردے کے سبب ہونے والی پریشانیوں کا اظہار کرتی ہیں، ممکن ہے کہ پردے کے سبب بعض دفعہ عورتوں کو وقتی طور پر گرمی اور کچھ دقتوں کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے، شروع شروع میں قدرے تکلیف کا احساس ہو سکتا ہے، لیکن مسلسل استعمال کے بعد جسم اس کا عادی ہو جاتا ہے، پھر کوئی دقت نہیں محسوس ہوتی، بات دراصل یہ ہے کہ ذرا سی وقتی تکلیف شرعی تقاضوں کی تکمیل کے سبب ملے اخروی سکون وراحت کے مقابلے میں کوئی اہمیت نہیں رکھتی، آخرت میں جب وہ اپنا انعام دیکھیں گی تو خواہش کریں گی کہ کاش! ہم نے پیدا ہوتے ہی پردہ کیا ہوتا، تاکہ کسی غیر محرم کی غیر شرعی نگاہ کے دھبّے ان کے جسم نازنین پر نہ پڑتے، کاش! ان کے والدین نے انھیں پردے کی اہمیت وافادیت بتائی ہوتی، کاش! وہ احکام شرع کی مکمل پاسداری کر کے اس سے زیادہ نوازشات وانعامات الٰہی کی حقدار بنتیں۔

زمانۂ جاہلیت میں عورتیں بے پردہ رہا کرتیں تھیں، اپنے جسم اور لباس کی آرائش وزیبائش کا اعلانیہ مظاہرہ کرتی تھیں، اسلام نے اس بے حیائی سے

مسلمان عورتوں کو روکا اور انھیں یہ حکم دیا کہ وہ اپنے گھروں میں رہیں، زمانۂ جاہلیت کی عورتوں کی طرح باہر نکل کر اپنے حسن وجمال کی نمائش نہ کریں بلکہ چلتے وقت اپنے پاؤں بھی زمین پر اس طرح رکھیں کہ ان کے پازیب کی آواز کسی مرد کے کانوں تک نہ پہنچے۔

اسلام نے تو ایسی احتیاط فرمائی کہ مسلمان عورتوں کو دیکھنا تو دور کی بات ان کے سراپے تک کا کوئی اندازہ نہ کر پائے، جبکہ آج کل ہماری نئی نسل کی ایسی شرم ناک حالت ہے کہ نوجوان لڑکے لڑکیاں نیم برہنہ سوشل میڈیا پر رقص کرتے ہوئے فحاشی اور بے حیائی سے بھرپور اپنے ویڈیوز اپلوڈ کر رہے ہیں اور بڑی بے شرمی کے ساتھ اپنے جسمانی نشیب وفراز کو پوری دنیا کو دکھا رہے ہیں، اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کے لڑکے لڑکیاں بھی نیم برہنہ ہو کر ناچتے تھرکتے نظر آرہے ہیں جسے دور جدید کے والدین تعلیم کا ایک حصہ قرار دیتے ہیں اور اخلاقی دیوالیہ پن کا حال یہ ہے کہ ایسے ''روشن خیال'' ماں باپ اس بے حیائی اور بے شرمی کے مظاہرے پر پھولے نہیں سماتے اور فخریہ اس کا اظہار بھی کرتے ہیں: واہ! میرا بچہ کیا ڈانس کرتا ہے۔

پیاری بہنو! فحاشی اور عریانیت کی دلدادہ اس دنیا میں اپنی عزت وعصمت کی حفاظت سب سے اہم فریضہ ہے، بے پردگی اور بے حیائی دین ودنیا دونوں کے لئے خسارے کا سودا ہے، شیطان انسانوں کا ازلی دشمن ہے، اس نے بڑے بڑوں کو بہکا کر ان کی دنیا وآخرت تباہ وبرباد کر دی ہے، ہم کس کھیت کی مولی ہیں، اب یہ آزادیٔ نسواں، فیشن اور آرٹ کے نام پر عورتوں کو بے حیائی کی دلدل میں ڈال رہا ہے بالخصوص دختران اسلام کی چادر عزت وعصمت کو عریانیت کی آگ میں جلا کر خاکستر کر رہا ہے۔

پیاری بہنوں خود کو پہچانو! تم اسلام کی شہزادیاں ہو، تم خاتون جنت حضرت

فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کنیزیں ہو، تمہیں تو ان کو اور ان کے کردار و عمل کو اپنا آئیڈیل بنانا چاہئے تھا، دیکھو وہ کیا فرما رہی ہیں:

"عورت کے حق میں سب سے بہتر یہ ہے کہ (کوئی بھی) نامحرم اسے نہ دیکھ سکے۔" (فتاوی رضویہ قدیم، جلد ۹ رص ۲۸)

پیاری بہنو! شیطان کی چال سے ہر حال میں بچو، یاد رکھو شیطان کی چال اور گناہوں سے بچنے کے لئے "پردہ" ایک بہت ہی مؤثر ذریعہ ہے، آج کل ہماری بہنیں جو غیر مسلموں کے دام تزویر میں پھنس کر تباہ و برباد ہو رہی ہیں اس کا پہلا زینہ یہی بے پردگی ہے، اگر ان کا بے پردہ اختلاط ان بھیڑیوں سے نہ ہوتا تو شاید بات آگے ہی نہ بڑھتی اور نہ معاملہ تباہی و بربادی کے دہانے تک پہنچتا، معاشرے میں ہونے والی جنسی زیادتی اور زنا بالجبر کے روز افزوں واقعات کی ایک بڑی وجہ یہ بے پردگی اور عریانیت بھی ہے۔

پردے کا مقصد

پردے کا مقصد یہ ہے کہ مرد و عورت کی جانب سے کوئی بھی ایسی حرکت وجود میں نہ آئے جو معاشرے کی پاکیزگی کا گلا گھونٹ دے یا اس میں کسی بے راہ روی کے عفریت کو جنم دے، جیسے کسی عورت کا سرعام چہرہ اور بال کھول کر گھر سے باہر نکلنا، جسم کا خد و خال نمایاں کرنے والا لباس پہن کر نکلنا، بجتے ہوئے پازیب پہن کر یا تیز خوشبو لگا کر باہر نکلنا، یہ وہ چیزیں ہیں جو آوارہ صفت مردوں کو دعوت گناہ دیتی ہیں اور انھیں بدکاریوں پر ابھارتی ہیں۔

اسلام نے ایسے ہر عمل پر پہلے ہی پابندی عائد کر دی ہے جو مردوں کو ان کی طرف متوجہ کرے، اسی طرح مردوں کو بھی حکم دیا گیا کہ وہ عورتوں کی طرف دیکھیں ہی نہیں بلکہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں، اس سے ان کے دلوں میں کسی کے لئے کوئی غلط خیال پیدا ہی نہیں ہوگا، چونکہ اللہ نے فطری طور پر عورت کے اندر مرد

کے لئے اور مرد کے اندر عورت کے لئے کشش رکھی ہے، اس لئے اللہ نے عورتوں کو پردے کا اور مردوں کو اپنی نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم دیا، جو اللہ کی ان حدوں کو قائم رکھے گا وہ فلاح پائے گا اور جو ان حدوں کو پار کرے گا وہ مستحق عذاب ہوگا، ظاہر ہے کہ جب دونوں ان حدوں کی پابندی کریں گے تو بہت ساری برائیاں وجود پذیر ہی نہیں ہوں گی، اس طرح معاشرہ اور سماج گناہوں اور برائیوں سے پاک وصاف رہے گا۔

پیاری بہنو! یاد رکھو پردہ تمہارے لئے کوئی قید و بند اور تمہاری آزادی پر پابندی کا نام نہیں جیساکہ آج کل نام نہاد آزادئ نسواں کے دعویدار پروپیگنڈہ کر رہے ہیں بلکہ یہ ہوسناک مردوں کی نظروں سے تمہاری حفاظت کا ایک مضبوط حصار ہے جو تمہاری عزت و آبرو اور عفت و عصمت کی محافظت کو یقینی بناتا ہے، تم اس مضبوط حصار کے ساتھ ہر جائز کام کرسکتی ہو۔

یاد رکھو! اللہ نے تمہیں مردوں سے زیادہ قیمتی، خوبصورت اور نازک بنایا ہے، اس لئے تمہاری حفاظت کی فکر بھی مردوں سے زیادہ ہے، دیکھو! ہیرا قیمتی بھی ہے، نازک اور خوبصورت بھی، اسی لئے تو اسے کئی کئی حفاظتی حصار میں رکھا جاتا ہے، کبھی سنا ہے؟ کسی نے یہ آواز اٹھائی ہو کہ سونے، چاندی اور ہیرے کو کیوں اتنے پردے اور حصار میں رکھا جاتا ہے؟ نہیں، بالکل نہیں! کیوں کہ وہ بخوبی جانتا ہے، لوگ ڈنڈوں سے اس کی خبر لے کر بھگا دیں گے اور کہیں گے: ارے بدخواہ! بھلا کون ایسا نادان اور بیوقوف ہوگا جو ان قیمتی، نازک اور خوبصورت چیزوں کو بے پردہ اور بے حفاظت رکھے گا، تو ضرور کوئی چور یا ڈاکو معلوم ہوتا ہے، تیری نیت خراب ہے ان قیمتی چیزوں پر۔

اسے یوں بھی سمجھا جاسکتا ہے کہ اہل جہاں کا دستور قدیم ہے کہ لوگ اپنے قیمتی مال کو پردے میں چھپا کر یا مقفل کر کے رکھتے ہیں تاکہ اس پر کسی چور کی

نظر نہ پڑے کیوں کہ جب چور کوئی مال غیر محفوظ وغیر محجوب دیکھتا ہے تو اس کی نیت خراب ہوتی ہے اور اسے چرا لینے کے فراق میں لگ جاتا ہے، حالاں کہ چوری کرنا بذات خود ایک جرم ہے خواہ کوئی مقفل مال کی چوری کرے یا غیر مقفل مال کی، پھر بھی غیر مقفل مال پر چور کی نیت اس لئے جلد خراب ہو جاتی ہے کہ اس کا حصول مقفل مال کے مقابلے میں زیادہ آسان ہوتا ہے۔

ٹھیک اسی طرح جب عورتیں بے پردہ ہوں گی تو انھیں دیکھ کر بدقماش مردوں کے دلوں میں فتور پیدا ہوگا اور وہ شہوانی خواہشات کا شکار ہو کر گناہوں کا ارتکاب کر بیٹھے گا، اس لئے اسلام عورت کو پردے میں رہنے کا حکم دیتا ہے تاکہ کوئی بدطینت مرد اس کی عزت وآبرو پہ ڈاکہ نہ ڈال دے۔

اسی طرح آج "آزادئ نسواں" کا ڈھنڈورا پیٹنے والے تمہارے ہمدرد نہیں بلکہ لٹیرے ہیں جو تمہیں بے پردہ کر کے تمہاری نازک اندامی کا فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں، تمہاری عزت وآبرو نیلام کر کے اپنی تجارت اور بزنیس چمکانا چاہتے ہیں، تمہیں اپنے شیشے میں اتارنے کے لئے اس "خوبصورت نعرہ" کا استعمال کیا جاتا ہے، ورنہ تمہاری آزادی یا تمہاری قید و بند سے انھیں کوئی سروکار نہیں۔

یاد رکھو! یہ تمہارے قطعی ہمدرد نہیں بلکہ مغربی کلچر کی تبلیغ اور اپنے آوارہ نفس کی تسکین کے لئے تمہیں بازاروں کی زینت اور شمع محفل بنا رہے ہیں، تمہارے لئے "آزادی" کا رونا رونے کے پیچھے ایک بڑی وجہ "مذہب اسلام" اور اس کی تعلیمات کو ہدف تنقید بنانا بھی ہے، ورنہ پردہ تو لگ بھگ سبھی مذاہب میں رائج رہا ہے، کہیں گھونگھٹ اور آنچل کی شکل میں تو کہیں کسی اور شکل میں۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

لوگوں میں یہ غلط فہمی پیدا ہو گئی ہے کہ اسلام نے صرف عورتوں کے لئے پردہ واجب قرار دیا ہے جبکہ ایسا ہرگز نہیں، اسلام نے تو عورتوں سے پہلے مردوں

کو پردہ کا حکم دیا ہے، چنانچہ سورۂ نور میں جہاں پردہ کا حکم وارد ہوا ہے وہاں مردوں کو اپنی نگاہیں نیچی رکھنے اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرنے کا حکم عورتوں سے پہلے دیا گیا ہے، مردوں کا پردہ یہی ہے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، اگر کسی مرد نے کسی بے پردہ عورت کو یا کپڑوں سے واضح ہوتے اس کے جسم کو دیکھا تو ایسے مرد کے لئے جنت کی خوشبو نہ ملنے کی وعید آئی ہے، چناں چہ امام اہل سنت اس سلسلے میں ایک حدیث پاک نقل فرماتے ہیں:

"من تأمل خلف إمرأة ورأى ثيابها حتى تبين له حجم عظامها لم يرح رائحة الجنة ولأنه متى كان يصف يكون ناظرا إلى اعضائها۔ یعنی جس کسی نے بھی عورت کو پیچھے سے دیکھا اور اس کے لباس پر نظر پڑی، یہاں تک کہ اس کی ہڈیوں کا حجم واضح ہو گیا تو ایسا شخص جنت کی خوشبو تک نہ پائے گا، اس لئے کہ جس لباس سے قد و قامت کا اندازہ ہو، اس کی طرف دیکھنا مخفی اعضا کو دیکھنے کے مترادف ہے۔" (فتاویٰ رضویہ قدیم، جلد ۹ رص ۸۴)

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک دوسرے کو دیکھنے والے غیر محرم مرد و عورت پر سخت لعنت فرمائی ہے، ارشاد ہوتا ہے:

"لعن الله الناظر والمنظور اليه- یعنی اللہ کی لعنت ہے دیکھنے والے پر اور اس پر بھی جس کی طرف دیکھا جائے یا جو اپنے آپ کو دیکھنے کے لئے پیش کرے۔" (ایضاً، ص ۸۷)

کیا پردہ ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے؟

ایک وقت تھا جب مسلمان دنیا کے اکثر ممالک میں حکمراں تھے، جاہ و حشمت، سیاست و ثقافت اور، تہذیب و تمدن میں دیگر قوموں پر فائق تھے، علوم و فنون بالخصوص سائنس اور فلسفہ میں دنیا کے امام تھے، بڑے بڑے علما، حکما، اولیا،

محدثین، مفسرین، مدبرین، مصنّفین اور فاتحین سے اسلامی تاریخ بھری پڑی ہے، کیا یہ ترقی نہیں؟ یقیناً ہے اور یہ ترقی اس معاشرے نے کی تھی جس میں حجاب اور پردہ رائج تھا! یہ عظیم الشان ہستیاں کوئی غیر ترقی یافتہ اور جاہل ماؤں کی پیداوار تو نہیں ہوسکتے، بلکہ ان میں علم وادب اور فکر وفن کی ماہر خواتین اسلام کے اسما ملتے ہیں، پردہ نے نہ اُس وقت ان کی ترقی میں کوئی روکاوٹ پیدا کی اور نہ اِس وقت کسی کی ترقی میں حائل ہے۔

تحریک آزادئ نسواں کی حقیقت

کسی نے یہ مبنی بر حقیقت بات کہی ہے کہ مغرب جہاں معاشرے کی پاکیزگی کوئی قدر وقیمت ہی نہ رکھتی، جہاں عفت وعصمت کے بجائے اخلاق باختگی اور حیا سوزی کو معراج حیات سمجھا جاتا ہے، ظاہر ہے وہاں مرد وعورت کے دائرۂ کار، شرم وحیا اور پردہ وحجاب کو غیر ضروری اور راہ ترقی میں رکاوٹ ہی تصور کیا جائے گا، جب مغرب میں تمام اخلاقی قدروں سے آزادی کی ہوا چلی تو ہوس پرست مردوں نے عورتوں کے پردہ اور گھر میں رہنے کو اپنے لیے دوہری مصیبت سمجھا، ایک طرف تو یہ مغرب زدہ مرد عورتوں کی کوئی بھی ذمہ داری قبول کئے بغیر قدم قدم پر ان سے لطف اندوز ہونا چاہتے تھے تو دوسری طرف وہ اپنی بیویوں کی معاشی کفالت کو بھی صرف ایک بوجھ تصور کرتے تھے۔

ایسے ان عیاش طبع مردوں نے اپنے مذکورہ مسائل کا جو عیّارانہ حل نکالا وہ ''تحریک آزادئ نسواں'' ہے، اس اسلام مخالف پروپگنڈہ کے تحت عورت کو یہ باور کرایا گیا کہ تم اب تک گھر کی چاردیواری میں قید رہی ہو؟ ارے اب تو آزادی کا دور ہے، تمہیں اس قید سے آزاد ہوکر مردوں کے شانہ بشانہ زندگی کے ہر کام میں حصہ لینا چاہیے، دنیا بھر کے اعزازات اور اونچے اونچے مناصب تمہارا انتظار کررہے ہیں۔

آؤ بڑے بڑے دفتروں میں کلرکی تمہیں ملے گی، کوئی بھی اجنبی مردوں کی

''پرائیویٹ سیکریٹری'' بننے کا تمہیں موقع ملے گا، تمہیں تجارت چمکانے کے لیے ''سیلزگرل'' اور ''ماڈل گرل'' بنایا جائے گا، جہاں تمہیں کام کم اپنے جسمانی نشیب وفراز دکھا کر عیاش طینت مردوں کی دل بستگی کا سامان زیادہ بننا ہے اور اپنی لبھاؤنی اداؤں کے ذریعہ زیادہ سے زیادہ مال فروخت کرنا ہے۔

درحقیقت ''آزادی'' اور ''برابری'' کے نام پر تم سے دوہرا کام لیا جارہا ہے اور تمہیں اس کا احساس تک نہیں، باہر آٹھ آٹھ دس دس گھنٹے کام کرنے کے بعد بھی تمہیں گھریلو ذمہ داریوں سے چھٹکارا نہیں ملا، بچوں کی پرورش سے لے کر دیگر خانگی امور اب بھی تمہارے ہی سر رہے، پھر کیا دیا تمہیں اس ''ترقی'' اور ''آزادی'' نے؟ افسوس کہ وہ عورت جسے اسلام نے ذلت ورسوائی کی دلدل سے نکال کر عزت وعظمت سے سرفراز فرمایا تھا وہ آزادی کے نام پر تجارتی اداروں کے لیے ایک شوپیس اور آوارہ صفت مردوں کے لیے ایک تفریح کا سامان بن کر رہ گئی۔

''تحریک آزادئ نسواں'' کے پیروکاروں کے ذریعہ اب ''میرا جسم! میری مرضی'' کا ایک جدید نعرہ لگایا جارہا ہے، جو دراصل انسانوں کو جانوروں میں تبدیل کرنے کی ایک ہولناک سازش ہے، اگر ہر انسان تہذیب وتمدن سے عاری ہوکر ''اپنی مرضی'' کی کرنے لگے تو ذرا تصور کیجئے! معاشرہ کو انسان نما جانوروں کی آماجگاہ بننے سے کون روک سکتا ہے۔

یورپ وامریکہ جو اپنے آپ کو ترقی یافتہ ممالک اور تحریک آزادی نسواں کا امام کہتے نہیں تھکتے، آج ان کی عورتیں اس مکروہ آزادی کی لعنت سے خود کو آزاد کرانے میں لگی ہوئی ہیں اور اِس کے لئے انھیں اسلام سے زیادہ محفوظ پناہ گاہ کہیں اور نظر نہیں آرہی ہے، اسلامی پردے میں وہ خود کو محفوظ ومامون محسوس کررہی ہیں، پردہ انھیں اوباش اور بدقماش بھیڑیوں کے پنجۂ ظلم وزیادتی اور استحصال واستبداد سے حفاظت کا پرسکون احساس فراہم کرتا ہے۔

عدت کے لئے پردہ کا کوئی الگ حکم نہیں

بعض لوگ بر بنائے جہالت یہ سمجھتے ہیں کہ عدت میں پردہ کے لئے کوئی خاص حکم ہے یا صرف عدت والی عورتوں پر ہی پردہ واجب ہے، وہ سخت غلطی پر ہیں، دراصل شریعت میں عورت کے لئے جن مَردوں سے پردہ کرنے کا حکم ہے، ان سے ہر حال میں پردہ واجب ہے، خواہ عورت عدت میں ہو یا نہ ہو اور جن مَردوں سے پردہ کا حکم نہیں، ان سے عدت میں بھی پردہ نہیں ہے۔

شریعت مقدسہ میں آسمان سے پردے کا کوئی تصور نہیں، لہٰذا عدت میں عورت اپنے گھر کی چار دیواری میں رہتے ہوئے مکان کے کھلے حصے یعنی صحن وغیرہ میں آجا سکتی ہے اور آسمان کو دیکھ بھی سکتی ہے۔

غیر محرم مردوں سے چوڑی پہننا یا مہدی لگوانا جائز نہیں

آج کل عورتیں اور جوان لڑکیاں غیر محرم مردوں کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر ان سے چوڑیاں پہنتی ہیں، ان کی ران پہ ہاتھ رکھ کر مہدی لگواتی ہیں، جو سراسر ناجائز وحرام ہے، اس سلسلے میں اعلیٰ حضرت ارشاد فرماتے ہیں:

> "حرام حرام حرام ہے، ہاتھ دکھانا غیر مرد کو حرام ہے، اس کے ہاتھ میں ہاتھ دینا حرام ہے جو مرد اپنی عورتوں کے ساتھ اسے روا رکھتے ہیں، دیوث ہیں۔" (فتاویٰ رضویہ جدید، ج ۲۲ ص ۲۴۷)

عورتوں کا غیر محرم مردوں سے فون پر بات کرنا جائز نہیں

اولاً تو عورتیں موبائل یا فون پر غیر محرم مردوں سے بات ہی نہ کریں اور اگر بات کرنی ہی پڑ جائے تو ان کا لہجہ دوٹوک اور سپاٹ ہونا چاہئے، آوازمیں ہرگز کسی قسم کی کوئی لچک نہیں ہونی چاہئے، کیوں کہ عورت کی آواز بھی "عورت" ہے، چونکہ مرد کے نفس کو بھڑکانے میں غیر محرم عورت کی آواز بھی ایک اہم رول ادا کرتی ہے، اسی لیے شریعت مطہرہ نے عورت کو باآواز بلند کچھ پڑھنے کی اجازت نہیں دی،

چنانچہ حضور اعلیٰ حضرت تحریر فرماتے ہیں:

"عورت کا خوش الحانی سے باآواز پڑھنا کہ نامحرموں کو اس کے نغمہ کی آواز جائے حرام ہے نوازل میں فقیہ ابو اللیث میں ہے: نغمة المرأة عورة۔ عورت کا خوش آواز کر کے پڑھنا "عورت" یعنی محل ستر ہے، کافی امام ابو البرکات نسفی میں ہے: لا تلبی جهرا لان صوتها عورة۔ عورت بلند آواز سے تلبیہ نہ پڑھے اس لیے کہ اس کی آواز قابل ستر ہے، امام ابو العباس قرطبی کی کتاب السماع پھر بحوالہ علامہ علی مقدسی امداد الفتاح علامہ شرنبلالی پھر رد المحتار علامہ شامی میں ہے: لا نجیز لهن رفع اصواتهن ولا تمطیطها ولا تلیینها و تقطیعها لما فی ذلك من استمالة الرجال الیهن و تحریك الشهوات منهم ومن هذا لم یجز ان تؤذن المرأة۔ عورتوں کو اپنی آوازیں بلند کرنا انہیں لمبا اور دراز کرنا ان میں نرم لہجہ اختیار کرنا اور ان میں تقطیع کرنا (یعنی کاٹ کاٹ کر تحلیل عروض کے مطابق) اشعار کی طرح آوازیں نکالنا، ہم ان سب کاموں کی عورتوں کو اجازت نہیں دیتے اس لیے کہ ان سب باتوں میں مردوں کا ان کی طرف مائل ہونا پایا جائے گا اور ان مردوں میں جذبات شہوانی کی تحریک پیدا ہوگی اس وجہ سے عورت کو یہ اجازت نہیں کہ وہ اذان دے۔"

(ایضاً، ج ۲۳ رص ۲۴۲ ـ ۲۴۳)

عورتوں کا مزارات پہ جانا باعث لعنت ہے

عورتوں کے لئے مزارات اولیا اور عام قبروں پر جانا جائز نہیں، لہذا عورتوں کا مزاروں پر جانا باعث ثواب نہیں بلکہ لعنت کا باعث ہے، چنانچہ اس سلسلے میں حضور اعلیٰ حضرت سے سوال ہوا کہ اجمیر شریف میں خواجہ صاحب کے مزار پر

عورتوں کا جانا جائز ہے یا نہیں؟ ارشاد فرمایا:

"یہ نہ پوچھو کہ عورتوں کا مزارات پر جانا جائز ہے یا نہیں؟ بلکہ یہ پوچھو کہ اس عورت پر کس قدر لعنت ہوتی ہے، اللہ کی طرف سے اور کس قدر صاحب قبر کی جانب سے، جس وقت وہ گھر سے ارادہ کرتی ہے لعنت شروع ہوجاتی ہے اور جب تک گھر واپس آتی ہے، ملائکہ لعنت کرتے رہتے ہیں (عورت کو) سوائے روضۂ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کسی مزار پر جانے کی اجازت نہیں۔" (الملفوظ، حصہ ۲ رص ۱۰۷)

مزارات پر عورتوں کی حاضری ناجائز و گناہ ہونے کے لئے یہی وجہ کافی ہے کہ وہاں اجنبی مردوں کا ہجوم ہوتا ہے، مرد و عورت کا باہم اختلاط ہوتا ہے، ایک دوسرے کا بدن آپس میں مس ہوتا ہے، عورتوں کو چاہئے کہ اللہ کا خوف رکھتے ہوئے شریعت مطہرہ کی پیروی کے لیے گھر پر رہیں اور یہیں سے فاتحہ پڑھ کر ایصال ثواب کریں، اولیاء اللہ کا فیضان بھی ملے گا اور اللہ کی بارگاہ سے اجر و ثواب کی بھی حقدار ہوں گی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم کے صدقے خواتین اسلام کو دیگر شرعی احکام کے ساتھ ساتھ اسلامی پردے کا بھی مکمل پابند بنائے، امہات المومنین اور حضرت خاتون جنت کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے، آمین۔